سُوۡرَةُ البَقَرَة کی تفسیر Lesson 33. Al-Baqarah (Ayaat 253 - 260): Day 109

مرکزی خیال۔ براہِ راست آیات پر جانے سے پہلے ہم آج کی آیات کا پچھلے سبق سے تعلق دیکھیں گے اور پچھلی آیات سے ربط بھی دیکھیں گے۔ ہم نے دوسرے پارے کے آخر میں پڑھا کہ نبیؐ کی رسالت کی بات کی گئی تھی اور یہ پارہ شروع ہو رہا ہے تلک الرسل سے۔ پچھلے پارے میں ہم نے کچھ نبیوںؑ کے نام پڑھے مثلاً آدمؑ، ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، موسیٰؑ، اسحاقؑ، یعقوبؑ، سیموئیلؑ، داوٗدؑ، سلیمانؑ، عیسیٰ، اور اللہ کے آخری نبیؐ۔ پھر ہمارے ذہن مین یہ سوال آتا ہے کہ کیا یہ سب نبیؑ مرتبے اور مقام میں برابر تھے؟ پارہ نمبر 3 کا بنیادی تھیم رسالت ہے۔ پاروں کے ناموں کے ساتھ تھیم کا بہت گہرا تعلق ہے۔ اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے کچھ نئے انبیاء کرامؑ سے بھی ہمارا تعارف کروانا ہے۔ جس میں یحییٰؑ، ذکریاؑ، مریمؑ بھی شامل ہیں۔ اور جب ہم سورۃ آلِ عمران شروع کریں گے تو نبوّت کے اور کئی معجزے ہمارے سامنے کھلیں گے۔

آج کے سبق کی پہلی آیت سے ہی ہمیں یہ پتا چلتا ہے کہ اللہ نے لوگوں کو مختلف بنایا ہے۔ پہلے زمانے میں یہ انبیاء کرامؑ تھے جنہوں نے اللہ کے دین کی تبلیغ کی۔ اور آج کے دور میں آئمہ کرام، علماء دین اور اساتذہ ہیں۔ لیکن بعد والے لوگ یعنی اُن کے پیروکار یا شاگرد، اُنہی کے ناموں پر جھگڑنے لگتے ہیں۔ ہر ایک کی قابلیت اور صلاحیت مختلف ہے۔ اگر عقیدہ ٹھیک ہے تو ہر بندہ اپنی وسعت کے مطابق اللہ کے بندوں کو دین کی تعلیم دے سکتا ہے۔

پھر آگے پہلی دفعہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو بہت تاکید کے ساتھ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ جب ایک انسان کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی دعوت دی جاتی ہے تو بعض اوقات دل پر بوجھ

پڑنے لگتا ہے کہ ہم اپنی کمائی کیوں اللہ کی راہ میں خرچ کریں۔ پھر آگے وہ آیت شروع ہوتی ہے جس کو ہم آیت الکرسی کہتے ہیں۔ کہ آو تمھیں بتائیں کوئی منگتا تم سے نہیں مانگ رہا۔ وہ کائنات کا مالک تمھیں یہ حکم دے رہا ہے۔ وہ مفلس اور قلاش نہیں ہے۔ آیت الکرسی میں اللہ کی صفّات کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا گیا کہ دین میں سختی یا زبردستی نہیں ہے۔ توحید ہماری فطرت میں ہے۔ ہر انسان اگر فطرت پر ہے تو وہ اللہ کو بھی ماننا چاہتا ہے اور اللہ کی بھی ماننا چاہتا ہے۔ لیکن راستے میں کچھ اندرونی اور بیرونی طاغوت ہیں۔ آگے آیات کو دیکھتے ہیں؛

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۗ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴿۲۵۳﴾

یہ پیغمبر (جو ہم وقتاً فوقتاً بھیجتے رہیں ہیں) ان میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ بعض ایسے ہیں جن سے خدا نے گفتگو فرمائی اور بعض کے (دوسرے امور میں) مرتبے بلند کئے۔ اور عیسیٰ بن مریم کو ہم نے کھلی ہوئی نشانیاں عطا کیں اور روح القدس سے ان کو مدد دی۔ اور اگر خدا چاہتا تو ان سے پچھلے لوگ اپنے پاس کھلی نشانیاں آنے کے بعد آپس میں نہ لڑتے لیکن انہوں نے اختلاف کیا تو ان میں سے بعض تو ایمان لے آئے اور بعض کافر ہی رہے۔ اور اگر خدا چاہتا تو یہ لوگ باہم جنگ و قتال نہ کرتے۔ لیکن خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

اس کی مثال آپ یوں سمجھ لیں کہ جیسے کئی طرح کے پھول ہیں اسی طرح انبیاء کرامؑ بھی کئی آئے۔ جیسے پھول خوشبو دیتا ہے، انبیاء کرامؑ ہدایت دیتے ہیں۔ پھول اپنے لئے نہیں جیتا۔ پھول دور دور تک خوشبو دیتا ہے۔ نبیؑ فطرتِ سلیمہ پر ہوتے ہیں۔ اگر بشری تقاضوں کی وجہ سے کوئی خطا ہو بھی جائے تو توبہ کرنے میں دیر نہیں لگاتے۔ ایسا انسان حقیقت میں پھول بن جاتا ہے۔ وہ انسانوں کے لئے فائدہ مند ہوتے ہیں۔ ہر دور میں نبیؑ آتے رہے۔ لوگوں کو انبیاء کرامؑ سے خیر ملتی ہے۔ جو لوگ گناہ کر کے بھٹک چکے ہوتے ہیں۔ انبیاء کرامؑ اُن کی رہنمائی کرتے ہیں۔

نبیؑ اور رسولؑ لوگوں کی طرف بھیجے گئے۔

رسول وہ شخص ہے جس کو کتاب بھی ملے اور شریعت بھی ملے اور وہ اُس کے مطابق تبلیغ کرے۔

نبی کے لئے کتاب اور شریعت لازمی نہیں ہے۔ وہ اللہ کے دین کی تبلیغ کرتا ہے۔ ہر نبی رسول نہیں ہوتا لیکن ہر رسول نبی بھی ہوتا ہے۔ اللہ کو اپنے سب نبیؑ اور رسولؑ بہت پیارے ہیں۔ لیکن اللہ نے اُن میں سے بعض کو بعض پر فضیلت عطا فرمائی۔ مثلاً

جن سے خدا نے گفتگو فرمائی: کچھ نبیوں سے اللہ نے کلام کیا۔ براہِ راست کلام کیا۔ موسیٰؑ سے کلام کیا، اُن کو کلیم اللہ کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ سے بھی کلام کیا۔ آدمؑ سے کلام کیا۔ ابراہیمؑ سے بھی کلام کیا۔

بعض کے (دوسرے امور میں) مرتبے بلند کئے۔ درجات کیسے بلند کئے؟ نبیؑ ہونے کی حیثیت سے اللہ کے آخری نبیؐ کا مقام سب سے بلند ہے۔ نبیؐ کے دور میں ایک یہودی، عیسائی اور مسلمان کا جھگڑا ہو

گیا۔ ہر کوئی کہہ رہا تھا کہ میرا نبیؑ سب سے بلند ہے۔ اللہ کے نبیؐ نے اس بات پر بحث کرنے سے منع کر دیا۔ ہمارے پیارے نبیؐ کو فضیلت دی گئی ہے لیکن کچھ معجزات دوسرے نبیوں ؑکو دیئے گئے لیکن آپ ﷺ کو نہیں دئے گئے۔ مثلاً موسیٰؑ کے پاس عصا تھا، عیسیٰؑ مردے کو زندہ کر دیتے تھے۔ نبی پاکؐ یہ نہیں کر پاتے تھے۔

انبیاء کرامؑ کو درجات ملے۔ نبیؐ جب معراج پر آسمان پر گئے تو وہاں انبیاء کرام سے ملاقات ہوئی۔ سب سے پہلے آسمان پر آدمؑ تھے اور سب سے اوپر والے آسمان پر ابراہیمؑ تھے۔ ابراہیمؑ کو اپنی قربانیوں کی وجہ سے بلند ترین درجہ ملا۔

نبی پاکؐ کو جسم اور روح کے ساتھ آسمان پر بلایا گیا۔

عیسیٰؑ کو اپنی زندگی میں ہی آسمان پر بلایا گیا۔ اس سے بھی فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔

ایک نبیؑ نے خواہش کی کہ میری روح آسمان پر نکلے۔ الیاسؑ کو آسمان پر بلایا گیا اور اُنھیں وہاں موت آئی۔

اور عیسیٰ بن مریم کو ہم نے کھلی ہوئی نشانیاں عطا کیں اور روح القدس سے ان کو مدد دی۔ عیسیٰؑ کے معجزات کا ذِکر ہے۔ اندھوں کو ٹھیک کر دیتے، کوڑھی کا مریض صحت یاب ہو جاتا۔ مردوں کو زندہ کو دیتے۔ لوگ گھر سے کیا کھا کر آئے ہیں وہ بتا دیتے۔ اِن کی پیدائش ایک معجزہ تھی اور دنیا میں واپسی بھی ایک معجزہ ہو گی۔

لیکن لوگوں نے اختلاف کیا اور آپس میں جھگڑتے ہیں۔

تفضیل بین الانبیاء۔ تفریق بین الانبیاء۔

اس کی مثال یوں سمجھ لیں کہ آپ کو اپنا ایک بچہ بہت پسند ہے کیونکہ وہ بہت باادب ہے۔ دوسرا بچہ چُست بہت ہے بھاگ بھاگ کر کام کرتا ہے۔

تفضیل بین الانبیاء حقیقت ہے۔ سب کے درجات مختلف ہیں۔ ہم مانتے ہیں کہ اللہ نے ہر ایک کو درجات عطا فرمائے۔

لیکن ہم نبیوںؑ میں فرق نہیں کرینگے۔ یہ کُفر ہے کہ کچھ کو مانیں کچھ کو نہیں۔ جیسے یہود عیسیٰؑ کو نہیں مانتے۔ عیسائی سب کو مانتے ہیں لیکن محمدؐ کو نہیں مانتے ہیں۔ تو یہ غلط ہے۔

ہم سب انبیاء کو مانیں گے۔ ہم کسی میں فرق نہیں کرینگے۔ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ

آدمؑ سے لے کر محمد ﷺ تک سب کو مانیں گے۔ حدیثؐ میں ہے کہ نبیؐ کو چھ چیزیں ایسی دی گئیں جو پہلے انبیاء کو نہیں ملیں۔ خاتم الانبیاء تھے۔ فتوحات ملیں۔ اللہ کے نبیؐ کے تمام گناہ معاف کئے گئے تھے۔ معراج کروائی گئی۔ مالِ غنیمت حلال کر دیا گیا۔ پوری زمین مصلّہ ہے۔ اُمتِ مسلمہ جہاں مرضی نماز پڑھے۔ اللہ کے نبیؐ کو کم الفاظ میں بہترین بات کرنے کی صلاحیت دی گئی۔ کچھ مقام نبی پاکؐ کو آخرت میں ملیں گے۔

مقامِ محمود ملے گا۔ یہ عزّت والی جگہ ہے۔

جنّت میں سب سے پہلے آپؐ جائیں گے۔

شفاعتِ کبریٰ کا موقع ملے گا۔ حساب نبی پاکؐ کی سفارش سے شروع ہو گا۔

وسیلے کا مقام ملے گا جو سب سے بلند جگہ ہے۔

حوضِ کوثر ملے گی۔ جس کا پانی پینے سے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔

اس کے باوجود اللہ کے نبیؐ میں انکساری تھی۔ آپؐ نے فرمایا کہ میرے بارے میں ایسی باتیں نہ کہنا جس طرح یہود و نصاریٰ اپنے نبیوںؑ کے بارے میں کہتے ہیں۔ آج ہماری نعتوں میں شرکیہ الفاظ سُن کر دیکھ لیں۔

اللہ نے سب کو مختلف درجے دیئے ہیں۔ بعد والے لوگوں کو جھگڑا نہیں کرنا چاہئے۔

اور اگر خدا چاہتا تو یہ لوگ باہم جنگ و قتال نہ کرتے۔ لیکن خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

اب نبوّت والا دروازہ تو بند ہو گیا۔ کوئی اور نبی نہیں آئے گا۔ لیکن آج اُمّت آئمہ کرامؒ کے نام لے کر جھگڑتی ہے۔ کوئی کہتا ہے ہم حنفی ہیں اور کوئی شافعی، کوئی مالکی اور کوئی حنبلی۔

چاروں امام بھی اپنے دور میں چار پھولوں کی طرح تھے۔ دین کی خدمت کی۔ علم کو پھیلایا۔ چاروں یہ کہہ کر گئے کہ اگر ہمارا کوئی حکم حدیثؐ کے خلاف ملے تو حدیثِ رسولؐ کو لینا ہماری بات کو نہیں۔ ہمیں یہ مثال بھی ملتی ہے کہ عمرؓ نے کوئی حکم دیا بعد میں کوئی حدیثؐ مِل گئی تو انہوں نے اپنا حکم واپس لے لیا۔ انسان ہیں بندہ بشر سے غلطی بھی ہو سکتی ہے اور لاعلمی میں کوئی بات بھی ہو سکتی ہے۔

لیکن پھر یہی بات ہوئی کہ شخصیات کے نام پر فرقے بن گئے۔

ہمیں کیا کرنا ہے کہ سب اساتذہ اور علماء کرام کی عزّت کریں۔ خیال رکھیں کہ اُن کا عقیدہ اور عمل صحیح ہوں۔ جہاں سے جو علم ملتا ہے سیکھ لیں۔ دُنیا میں بھی ہم یہی کرتے ہیں کہ جو چیز جس سٹور سے پسند آتی ہے وہ لے لیتے ہیں۔ اسی طرح عمل نیک ہو اور علم قرآن وسُنّت کے مطابق ہو تو جس سے چاہیں سیکھ لیں۔ کیونکہ کسی کے پاس حدیث کا علم زیادہ ہو گا اور کسی کے پاس قرآن کا یا فقہ کا۔

ہمیں عزت سب کی کرنی ہے۔ آپس میں نہ لڑیں۔ یہاں سے اب روپے پیسے کی باتیں شروع ہو رہی ہیں۔ اگلی آیات کا اس سے ربط جُڑ تا رہتا ہے۔ قتال اور انفاق فی سبیل اللہ کا حکم ملا۔ قتال کے لئے ہم نے طالوت اور جالوت کا قصّہ بھی پڑھا۔

یہاں پر ایمان والوں کے لئے کال آئی ہے۔ یہ دُنیا کی سب سے خوبصورت کال ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ۭ وَالْكٰفِرُوْنَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۵۴﴾ اے ایمان والو جو (مال) ہم نے تم کو دیا ہے اس میں سے اس دن کے آنے سے پہلے پہلے خرچ کر لو جس میں نہ (اعمال کا) سودا ہو اور نہ دوستی اور سفارش ہو سکے اور کفر کرنے والے لوگ ظالم ہیں۔

جب ہم نے آیتِ برّ سے سیکھا کہ دین کے کئی زاویے ہیں۔ اسی طرح انفاق فی سبیل اللہ بھی دین کا لازمی حصّہ ہے۔ جب دین کا کام کرینگے تو پیسے کی ضرورت بھی ہو گی۔ جب نبیوںؑ نے اللہ کے دین کا کام کرنا چاہا تو انہوں نے بھی کہا "من انصار اللہ" سورۃ الصفّ میں عیسیٰؑ نے کہا کون ہے جو میرے ساتھ اللہ کے راستے میں مدد گار ہے؟ جب نبی پاکؐ کو ضرورت پڑتی تو آپؐ بھی فرماتے کہ کون ہے جو اللہ کے ساتھ سودا کرے؟

اب غلبۂ دین کا معاملہ ہے۔ ہر وہ بندہ جو چاہتا ہے کہ دُنیا میں اسلام کا بول بالا ہو، دین غالب آئے، مسلمان ترقی کریں، اُسکو اسلام کے لئے جان، مال، صحت، وقت ہر چیز کی قربانی دینی پڑے گی۔

اسی لئے فرمایا؛ کہ ہمارے دیئے ہوئے مال میں سے خرچ کرو۔ اب یہ دیکھیں کہ یہ سب اللہ کا دیا ہُوا مال ہے۔ اب ہمارے سر تو شرم سے جھک جانے چاہئیں کہ اللہ کا دیا ہُوا مال ہے، اُسی میں سے اللہ ہم سے خرچ کرنے کا کہہ رہے ہیں۔ اور پھر اس کا تو اَجر بھی بہت ملے گا۔

سورۃ یٰسین میں کچھ لوگوں کے بارے میں آیا ہے جو کہتے تھے کہ ہم اُن کو کیوں دیں جن کو اللہ چاہتا تو خود دے دیتا۔ اللہ ہمیں اس کا جواب دے رہے ہیں۔ جب تک انسان کسی چیز پر خرچ نہیں کرتا اُس کی قدر نہیں ہوتی۔ ماں بھی بچے کی اتنی قدر اسی لئے کرتی ہے کیونکہ وہ بہت تکلیفوں سے ملتا ہے۔ دین تو ہمیں پیدا ہوتے ہی مل گیا اس لئے ہمیں اس کی اتنی قدر نہیں ہے۔ جو شخص شعور سے دین کی طرف آتا ہے تو وہ یہ بات جان جاتا ہے کہ اللہ کے دین کے لیے قربانی کی ضرورت ہے۔ ہمیں تو گاڑی پارک کرنے کے لئے بھی رقم خرچ کرنی پڑتی ہے۔ ان آیات سے ہمیں یہی پتا چلتا ہے کہ اللہ کی معرفت اور رسولؐ کی محبت تبھی ملتی ہے جب ہم اللہ کی راہ میں دین کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ جتنا جس پر زیادہ خرچ کرینگے اُتنا ہی اُس سے محبت بڑھتی جائے گی۔ خود دیکھ لیں ہم اپنے بچوں پر کس طرح خرچ کرتے ہیں۔ اُن کے لئے کیا کچھ نہیں لاتے۔

دین پر یا اللہ کی راہ میں ہم کیا خرچ کرتے ہیں؟ مسجد والے بھی کچھ مانگ لیں تو ہمارا رویہ کیسا ہوتا ہے؟

ہم نے دین کو مُفت اور سستا کیا ہے۔ انتہائی دُکھ کی بات ہے کہ مسجد میں رکھے ہوئے قرآن کو استعمال کے بعد کیسے لوگ رکھ جاتے ہیں؟ مالِ مُفت دِل بے رحم والا معاملہ ہے۔

مسجد کی چیزوں کو ہم کیسے استعمال کرتے ہیں؟ ہمیں قدر ہی نہیں۔ مسلمانوں کا دین پر خرچ کرنا مشن ہی نہیں رہا۔ ہم دنیا کے باقی کاموں پر خرچ کرینگے لیکن دین پر اور دینی جگھوں پر صرف ترس کھا کر خرچ کرتے ہیں۔ مشن سمجھ کر نہیں۔ علم کو دولت نہیں سمجھتے۔

آج کل جنگیں تو نہیں ہو رہی لیکن آج کے مسلمان کو علم پر خرچ کرنا چاہیئے۔ علم حاصل کرنا اور علم پھیلانا ہمارا مشن ہونا چاہیئے۔

امام بخاریؒ کی کتاب نے اُمتیوں کو سب سے زیادہ فائدہ دیا ہے۔ قران کے بعد سب سے زیادہ پڑھی جانے والی اور فائدہ دینے والی کتاب امام بخاریؒ کی حدیثؐ کی کتاب ہے۔ نبی پاکؐ کی احادیثؐ کو انہوں نے جمع کیا تھا۔ انہوں نے علم حاصل کرنے کے لئے سب کچھ بیچ دیا تھا۔ انہوں نے علم حاصل کرنے کے لئے اپنے کپڑے تک بیچ دیئے تھے۔ امام مسلمؒ کی زندگی بھی ایسے ہی گزری۔ یہ جن آئمہ کرامؒ کے واقعات ہم پڑھتے ہیں۔ اِن کی مائیں گھر بیچ کر اُن پیسوں سے بچوں کو تعلیم دلواتی تھیں۔ علم حاصل کرنے کئے قربانیاں دیتے تھے۔ ہر مسلمان بخاریؒ کی کتاب پڑھتے ہیں۔ ہر فقہ اُس سے مستفید ہوتا ہے۔ یہ اُن کا اخلاص تھا۔

اِن آئمہ کرامؒ کی زندگی اور علم کے لئے اِن کی کوششوں پر لیکچر نورالقرآن ویب سائٹ سے سُنیں۔

اگر آپ کے پاس ایک چیک ہو یا کوئی واؤچر ہے جس کی آج آخری تاریخ تو ہم اُسے آج ہی خرچ کرینگے۔ آج ہمارے پاس چانس ہے۔ مال ہے اُس کو صحیح جگہ لگا دینگے تو قیامت کے دن فائدہ ہو گا ورنہ دنیا بھر کی دولت لے کر بھی جائیں تو روزِ قیامت کوئی فائدہ نہیں دے گی۔

حدیث کا خلاصہ: قیامت کے نزدیک زمین سونا اُگلے گی اور چور افسوس کرے گا کہ کچھ دن انتظار کیوں نہ کر لیا۔ ورنہ ہاتھ کیوں کٹواتا۔ یا کوئی کہے گا کہ صبر ہی کر لیتا حرام کے پیچھے کیوں پڑ گیا۔

ہمارا تو یہ حال ہے کہ مسجد کی چھت بھی ٹپکے گی تو ہمارا اُس پر خرچ کرنے کو دل نہیں چاہتا۔ اور اگر مسجد والے کہہ دیں کے جمعے کے بعد بریانی مفت کھالیں تو ہمارا دل چاہتا ہے دو پلیٹیں لے جائیں۔ شادیوں پر ہم جی بھر کر خرچ کرتے ہیں۔ مسجد کے لئے دل کیوں تنگ ہو جاتے ہیں؟

میں نے مسجد میں خستہ حال رنگ برنگی کرسیاں دیکھیں تو دل بہت دُکھی ہُوا۔ کیا ہم اپنے گھروں میں اِس طرح کا فرنیچر رکھتے ہیں؟ پھٹے ہوئے قرآن رکھے ہیں۔ ہم وہاں پڑھ کر ایسے رکھ کر آتے ہیں کہ دوسرے اُن کو سنبھالیں اور سنواریں۔ کیا ہم غریب ہیں۔ ہمارے اندر مسجد اور اللہ کے گھر کے لئے محبت کیوں نہیں ہے؟

سوچیں ذرا، قیامت کے دن دوست بھی کام نہیں آئیں گے۔ ضرورت پڑنے پر بسم اللہ پڑھ کر خرچ کریں۔ بس یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ ہم قرضِ حسنہ دے رہے ہیں۔ ہم بینکوں میں بھی تو پیسہ رکھتے ہیں نا؟ تو یہی سوچ لیں کہ پیسہ جمع ہو رہا ہے۔ آخرت میں مل جائے گا۔

اللہ کی ذات پر بھروسہ کریں۔ وہ ہمیں واپس دے گا۔

اے ایمان والو جو (مال) ہم نے تم کو دیا ہے اس میں سے اس دن کے آنے سے پہلے پہلے خرچ کر لو جس میں نہ (اعمال کا) سودا ہو اور نہ دوستی اور سفارش ہو سکے اور کفر کرنے والے لوگ ظالم ہیں۔

اب یہاں کافرین سے کیا مُراد ہے؟ جو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ جو اللہ پر یقین نہیں رکھتے۔

جب اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے کو دل نہ چاہے تو ذرا سوچو تم سے کون مانگ رہا ہے؟ کس کے ساتھ اپنا پیسہ انویسٹ کر رہے ہو؟ اللہ کے ساتھ کاروبار میں لگالو بہترین منافع ملے گا۔

آپ اس آیت کا نمبر نوٹ کر لیں آگے جا کر بہت دفعہ آئے گی۔ اللہ نے کس طریقے سے خرچ کرنے کی بات کی۔

حدیثؐ: روزِ قیامت ایک کافر زمین بھر کر سونے دینے کو تیار ہو جائے گا کہ اُس کی عذاب سے جان چھوٹ جائے لیکن اُس دن کچھ مال کام نہیں آئے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والا بنا دے۔ آمین

جہاں بھی آپ خرچ کرینگے آپ کا دل وہیں لگ جائے گا۔ اللہ کی راہ میں خرچ کریں تا کہ دین کے کاموں میں دل لگے۔